© rasailojaraid.com

رسائل و مسائل

اسقاط، ماتم اور ختم کی شرعی حیثیت

از جناب ملک غلام علی صاحب ناظم شعبہ استفسارات

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین چند مسائلِ ذیل میں:

۱۔ ہمارے علاقہ میں عرصہ دراز سے ایک رسم ذیل چلی آرہی ہے کہ جب کوئی مرد عورت بالغ وفات پاجاتا ہے تو اُس کی نجات کے لیے بعد نمازِ جنازہ چند ایک علماء دائرہ کی صورت بنا کر بیٹھ جاتے ہیں اور وہ قرآن پاک جس کو جنازہ کے ساتھ لایا جاتا ہے اور قرآن پاک کے ساتھ ہی کوئی مقرر کردہ نقد رقم بھی رکھی جاتی ہے۔ اُس کو دائرہ میں چکر کی طرح ایک دوسرے کی ملک کرتے جاتے ہیں یہ چکر تین بار میں پورا کیا جاتا ہے اور بعدہٗ وہی مذکورہ رقم اُس دائرہ میں امیر غریب قاضی علماء مفتی درویش پر تقسیم کی جاتی ہے اور پھر دُعا کے ساتھ ختم کی جاتی ہے۔ اس رسم کو حیلہ کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے اور اس کو اسقاط کا نام دیا جاتا ہے۔

۲۔ جب جنازہ اُٹھا کر قبرستان کی طرف لے جایا جاتا ہے تو اُس وقت بھی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ مرد اور عورتیں قریب قریب ہو کر چلتی ہیں اور قبر پر حاضر ہو جاتی ہیں اور مرد جنازہ کرنے کے بعد جب دفن کے لیے میّت کو قبر پر لاتے ہیں تو عورتیں وہاں بھی بین کرتی ہیں۔

۳۔ یہ بھی ایک رسم چلی آرہی ہے کہ جب کوئی وفات پاتا ہے تو ورثاء چاہے یتیم ہوں یا بیوہ ہو امیر ہو یا غریب ہو۔ گھر کا مال ہو یا قرضہ اُٹھا کر عام کھانا پکایا جاتا ہے جس دن کہ وفات کا دن ہوتا ہے وہ کھانا امیر غریب، ممبر نمبردار، علماء قاضی سب کھاتے ہیں اور اُس کو خیرات کا نام

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دیا جاتا ہے۔ حالانکہ اس دن ماتم والوں کو کھانا کھلانا ضروری ہے۔

ان تمام مذکورہ رسومات ۱ تا ۳ میں جو آدمی شرکت نہ کرے تو اس پر غیر مقلد کا فتویٰ لگا کر عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ عام لوگوں کا یہ مطالبہ ہے کہ مذکورہ رسومات اگر قرآن اور حدیث کے منافی ہیں تو مکمل فتویٰ منگوا کر ہم کو مطمئن کیا جائے۔ آپ کا ادارہ ایک دینی ادارہ ہے اور تمام پاکستان میں آپ کا فتویٰ جاری ہوتا ہے۔

۱ تا ۳ کو قرآن و حدیث اور فقہ کی روشنی میں مفصل تحریر فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ واضح رہے کہ ہمارا مسلک حنفی ہے۔

جواب:۔

۱۔ مروجہ حیلۂ اسقاط کے حق میں کوئی ثبوت یا دلیل کتاب و سنت، آثار صحابہ یا اقوالِ فقہاء میں مذکور نہیں۔ مستفسر نے لکھا ہے کہ ہمارا مسلک حنفی ہے۔ اس لیے براہ راست کتاب و سنت سے عمومی و اساسی دلائل کو سردست بیان نہ کرتے ہوئے اور اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے صرف فقہی حوالہ جات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

فقہ حنفی کی مشہور کتاب رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب قضاء الفوائت، مطلب فی اسقاط الصلوٰۃ عن المیت کے تحت علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں:۔

"ثم اعلم انه اذا اوصى بفدية الصوم يحكم بالجواز قطعاً لانه منصوص عليه۔ واما اذا لم يوص فتطوع بها الوارث فقد قال محمد في الزيادات انه يجزيه ان شاء الله تعالى۔ فعلق الاجزاء بالمشيئة لعدم النص، وكذا علقه بالمشيئة فيما اذا اوصى بفدية الصلوٰة لانهم الحقوها بالصوم احتياطاً لاحتمال كون النص فيه معلولاً بالعجز فتشمل العلة الصلوٰة وان لم يكن معلولاً تكون الفدية براً مبتدأً يصلح ماحياً للسيئات فكان فيها شبهة، كما اذا لم يوص بفدية الصوم فلذا جزم محمد بالاول ولم يجزم بالاخيرين، فعلم انه اذا لم يوص بفدية الصلوٰة فالشبهة اقوى"

ترجمہ:۔ پھر جان لو کہ جب مرنے والے نے فدیۂ صوم کی وصیت کی ہو تو اس میں قطعی جواز کا حکم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لگایا جائے گا کیونکہ یہ فدیہ شرعاً منصوص ہے۔ لیکن جب اُس نے وصیت نہ کی ہو اور وارث اُس کی طرف سے رضاکارانہ طور پر فدیہ دیں تب بھی امام محمد نے فرمایا کہ انشاءاللہ یہ معتبر ہوگا۔ یہاں انہوں نے انشاءاللہ کا لفظ اس لیے کہا ہے کہ اس صورت میں نص موجود نہیں ہے۔ اسی طرح اگر فدیہ صلوٰۃ کے معاملے میں وصیت بھی کی گئی ہو تو اُس کو فقہاء نے احتیاطاً روزے سے ملحق کیا ہے۔ کیونکہ روزہ نہ رکھنے میں عجز کی علت (یعنی روزہ نہ رکھ سکنے کی وجہ) نص حدیث میں موجود ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ یہ علت نماز کو بھی شامل کرے اگرچہ علت موجود نہ ہو۔ یعنی اگر نمازی کا نماز پڑھنا بربنائے علت نہ تھا تو ہو سکتا ہے کہ یہ بُرائیوں کا کفارہ ہو جائے۔ لیکن اس میں شبہ موجود ہے، جس طرح کہ فدیہ صوم کی اگر وصیت نہ کی گئی ہو۔ اس لیے امام محمد نے فدیہ صوم کی وصیت کی صورت میں تو جزم کے ساتھ جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ لیکن روزے یا نماز کی وصیت نہ ہونے کی صورت میں جزم کا فتویٰ نہیں دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر فدیہ صلوٰۃ کی وصیت مرنے والے نے نہ کی ہو تو اس فدیے کا مشتبہ ہونا زیادہ قوی اور راجح ہے)۔

اس بحث سے یہ معلوم ہوا کہ اوّل تو فدیہ کا حکم صرف روزے سے متعلق ہے، جن لوگوں نے اس حکم کو فوت شدہ نمازوں پر بھی منطبق کیا ہے، اُنہوں نے بھی اس میں شک و شبہ کا ساتھ ہی اظہار کیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس میں فدیہ یا کفارہ جو کچھ بھی تجویز کیا گیا ہے وہ اسی کتاب کے متن درمختار میں موجود ہے جس کی یہ کتاب شرح ہے اور اس میں یہ الفاظ ہیں کہ "ولو مات و علیہ صلوٰۃ فائتۃ داوصی بالکفارۃ یعطی لکل صلوٰۃ نصف صاع من بر کالفطرۃ"

(اگر اس نے قضا شدہ نمازوں کے کفارے کی وصیت کی ہو تو ہر فوت شدہ نماز کے عوض میں فطرے کے مانند نصف صاع گندم ہے)

دوسرے لفظوں میں اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض فقہاء نے جس اسقاط کا ذکر کیا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ مرنے والے کے جتنے روزے اور نمازیں بربنائے عذر قضا ہوتی ہیں۔ ان سب کا حساب لگا کر ہر نماز اور ہر روزے کے بدلے میں دو دو سیر، یا پونے دو دو سیر غلہ فقراء مستحقین میں تقسیم کیا جائے لیکن موجودہ زمانے میں جو قرآن مجید یا اُس کے ساتھ تھوڑی سی نقدی یا غلّے کی پوٹلی وغیرہ رکھ دی جاتی ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور اس کو دائرے میں گھمایا جاتا ہے اس کا ثبوت کہیں سے نہیں ملتا۔ یہ تو کتاب اللہ کی بھی توہین ہے اور اس پر اس فدیے کا بھی اطلاق نہیں ہو سکتا جو حدیث میں یا فقہ میں مذکور ہے۔

علامہ شامیؒ نے اپنی اس بحث میں اپنے ایک رسالے کا بھی ذکر کیا ہے جس کا نام "شفاء العلیل فی بطلان الوصیۃ بالختمات والتہالیل" ہے اور اس کا نام ہی بہ ظاہر کر رہا ہے کہ مرنے والے کے لیے جو اسقاط کے طور پر مروج ختم یا ذکر اذکار کرتے ہیں۔ علامہ شامی نے اپنے رسالے میں اس فعل کا باطل ہونا ثابت کیا ہے۔ اس بحث میں ذرا آگے وہ پھر ایک عنوان "مطلب فی بطلان الوصیۃ بالختمات والتہالیل" قائم فرماتے ہیں اور اس کے تحت لکھتے ہیں:- "وظهر حال وصایا اهل زماننا، فان الواحد منهم یکون فی ذمته صلوٰة کثیرة وغیرها من زکاة واضاحی وایمان ویوصی لذلك بدراهم یسیرة ویجعل معظم وصیته لقرآة الختمات والتهالیل التی نص علماؤنا علی عدم صحة الوصیة بها وان القرآة لشیٔ من الدنیا لا تجوز، وان الآخذ والمعطی آثمان لان ذالك یشبه الاستیجار علی القرآة، ونفس الاستیجار علیها لا یجوز، فکذا ما اشبهه کما صرح بذلك فی عدة کتب من مشاهیر کتب المذهب وانما افتی المتاخرون بجواز الاستیجار علی تعلیم القرآن لا علی التلاوة وعللوه بالضرورة وهی خوف ضیاع القرآن ولا ضرورة فی جواز الاستیجار علی التلاوة کما اوضحت ذلك فی شفاء العلیل۔"

ترجمہ:- ہمارے اہل زمانہ جو وصیت کرتے ہیں اُس کا حال میری بحث سے ظاہر ہو گیا۔ ان مرنے والوں میں بعض ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کے ذمے بہت سی نمازیں، زکوٰۃ، قربانیاں اور قسموں کے کفارے وغیرہ ہوتے ہیں۔ اور وہ اس کفارے کے لیے چند پیسوں کی وصیت کر دیتے ہیں۔ (آج کل کے زمانے میں تو یہ وصیت بھی مفقود ہے) اور وہ اپنی وصیت میں زیادہ تر یہ کہتا ہے کہ ختم پڑھے جائیں۔ اللہ کا ذکر ہو حالانکہ ہمارے علماء نے اس طرح کی وصیت کی عدم صحت قطعی طور پر بیان کی ہے اور دنیا کے لالچ میں قرأت کرنا جائز ہی نہیں ہے۔ اور یہ دنیوی مال لینے والا اور دینے والا دونوں گنہگار ہیں کیونکہ یہ قرآن پر اُجرت کے مشابہ ہے۔ حالانکہ اس طرح کی اُجرت فی نفسہ جائز نہیں ہے۔ تو جو اس سے مشابہ چیز ہو گی

© rasailojaraid.com